

بہشتی فنک

1910
www.nafseislam.com

WWW.NAFSEISLAM.COM

علامہ سید محمد رفیع الرحمن

پیشوا دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

باغِ فدا

مسدود کی تحقیق

امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فدا کی غصہ کرنے
متعلق الزام کا مکمل جواب

تالیف

علاء الدین محمد دہلوی

نظر اولین

اس کتاب کی ترتیب کا مقصد متاخر و مبداً نہیں۔ بلکہ اپنے مریب و مسلک کی وضاحت اور یہ بھی کہ کرم کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیل چکی ہیں اور فرضی افسانے بنا کر ان مقدس اور واجب الاحترام ہستیوں پر جو طعن کیے جاتے ہیں ان کی دفع و مقصود ہے۔ مسلمان بھائیوں سے التماس ہے کہ وہ اس کتاب کو نہایت محنت سے لے کر و مانع کے ساتھ مطالعہ فرمائیں اور جو حق باتیں اس کو قہری کر لیں۔

سید محمد احمد مدنی
دسمبر ۱۹۵۷ء

بارہواں طعن بارہ فک

فکر سے تعلق پیدا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جو طعن کیا جاتا ہے یہ بارہواں طعن ہے جو مختلف الفاظوں سے پیش کیا جاتا ہے۔ اس کی مختصر تقریر یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ نے اپنے والد مکرم کی میراث کا مطالبہ کیا۔ اس کے جواب میں حضرت ابو بکر نے حدیث لا یرث من یرث من یرث پر سیدہ ناراض ہوئیں۔ آپ نے کہا اے ابو بکر! تو نے میرے گناہ انصاف سے کہ تو اپنے باپ کی میراث حاصل کرے اور میں محروم رہوں۔ اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سیدہ نے کہا فک ہمارا ہے۔ رسول بھی دے گئے ہیں۔ اس پر حضرت ابو بکر نے گواہ طلب کئے تو سیدہ حضرت علیؓ، حسینؓ اور ام المومنینؓ کو گواہ لائیں اور حضرت ابو بکر نے ان کی گواہی رد کر دی۔ پھر اس پر یہ جاشیہ چڑھایا جاتا ہے کہ اس پر سیدہ ناراض ہو گئیں اور کہنے لگیں کہ تم تک حضرت ابو بکر سے رو لیں۔ حتیٰ کہ یہ حدیث کر گئیں کہ میرے

جنازہ میں ابو بکر شریک نہ ہوں۔ چنانچہ بوقت وفات حضرت علیؓ نے ابو بکر کو اخراج بھی نہ دی اور انہوں
 است آپ کو فوج کر دیا، دیکھو ابو بکر نے عجب پارہ ہوں کو مارا ہے۔ حضور نے فرمایا ہے۔ فاجر کی اذیت
 سے مجھے بھی اذیت ہوتی ہے تو ابو بکر نے لفظ فاجر کا مطلب ایک بیس کی بجائے مگر چند کو غصہ کیا۔
 اور اعصاب النبی علیہ حق الشرائع (خلاصہ کتاب سواد السبیل صفحہ ۱۵۹) مصنف محمد بن
 طعن کی تقریب آپ نے سن لی حضرت امیر المومنین سیدہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشرک
 تک کہہ دیا۔ اس سے زیادہ اہم کیا جانا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے حضرات کو ہدایت دے
 اور یہ فریق عطا فرمائے کہ وہ اپنے مذاکرہ کے فرضی افسانے سننے پر ہی اکتفا کریں۔ بلکہ
 انصاف و دیانت کے ساتھ فریقین کی تحریروں کا مطالعہ کریں۔ اور جو حق نظر آئے اسکو قبول کریں۔
 ہے کہ انہی اس صحیح ہے کہ سیدہ فاطمہ نے مذکورہ الفاظ کا اور صدیقی اکبر

طعن فدا کا جواب

نے اس کے جواب میں رسول کریمؐ کی حدیث سنائی تھی۔ لیکن سیدہ کا
 تارض ہونا ابو بکرؓ پر بددعا کرنا یا اپنے ناز جنازہ میں شرکت سے منع فرما دینا وغیرہ وغیرہ ایسی
 باتیں ہیں جو مخالفین صحابہ کی تصنیف میں۔ جناب سیدہ! کا مذکورہ کے بارے میں اپنی زبان سے
 ابو بکرؓ کی شکایت فرماتا ہے کہ اس شخص روایت سے بہت نہیں ہے۔ بخاری و مسلم میں
 اس کا لفظ نہیں ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابو بکرؓ سے مذکورہ سوال کیا۔ یا یہ
 ہے کہ حضرت فاطمہ اور عباسؓ حضرت ابو بکرؓ سے بیعت طلب کر کے بے آئے۔ حضرت سیدہ
 مذکورہ کا مطالبہ کرتی تھیں کہ حضرت عباسؓ ہم جیسے۔ اس کے جواب میں حضرت ابو بکرؓ نے
 ابتدا یہ برسرِ نہیں چڑھایا کہ میں نہیں دیتا بلکہ آپ کے پنے حضور اکرمؐ علیہ السلام کی حدیث
 سنائی کہ حضرت ابو بکرؓ نے ان دونوں سے فرمایا۔

میں نے رسول کریمؐ کو یہ فرماتے ہوئے
 سنا ہے کہ ہم گروہ انبیاء کا کوئی وارث
 نہیں ہیں۔ ہم جو چھوڑ جاتے ہیں وہ سب
 وہ سب صدقہ ہے۔ ہاں آل محمد
 اس کا حق دینی ہے کھائیں گے۔

فَقَالَ لِمَنْ أَتُونَا بِنَبِيِّكُمْ مَبْعُوثٍ
 اللَّهُ مَتَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ
 لَا تُدْرِكُ مَا تَذَكَّرُوا مِنْهُ فَدَعَا
 إِلَيْنَا فَمَنْ لَمْ يَخُشِ مِنْ هَذَا
 الْخَالِ -

اس حدیث رسول کو سنتے کے بعد حضرت ابو بکر نے فرمایا :-

وَاللّٰهُ لَا اَفْرَحُ اَمْرًا دُنِيَ رَسُوْلِهِ	خدا جو کام میں نے رسول اللہ صلی اللہ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بخاری)	علیہ وسلم کو کر رہے دیکھا اسکو تک نہیں کر لگا۔

مسلم شریفیہ کے فقہاء میں کہتے ہیں کہ حدیث سند سے کے بعد کہا :-

اِنَّا وَاللّٰهُ لَا اَغْبِرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَاتِ	ہذا کی قسم میں صدقہ رسول کو جیسے کہ وہ
رَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْ خَدَائِقِهَا اَوْ نَوَاصِي	رسول کے سامنے میں تھا متغیر نہیں کروں گا
عَلَيْهَا اِنِّي عَقِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَرَبِّي	اور اس میں جس طرح رسول نے عمل کیا ہے
فَبِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَتَّبِعُ (مسلم)	اسی طرح کروں گا۔

اسم نے کتب صحاح ال سنن کی روایات میں دیکھیں آپ کے سامنے رکھ دی ہیں۔ ان میں حدیث یہ ہے کہ جب فلک کا سحاب برہنہ ہو تو حضرت ابو بکر نے حدیث سننی کو حضور نے فرمایا ہے کہ ہم کسی کو وارث نہیں بناتے۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر نے بھی فرمایا کہ فلک ہم نبی کے مطابق تقسیم تو نہیں ہو گا اگر اس کی آمدنی اسی محمد پر صرف ہوگی۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ جس طرح فلک کی آمدنی کو حضور اکرم اپنی حیات مبارکہ میں خرچ فرماتے تھے۔ میں بھی اسی طرح خرچ کر لگاؤ اور حضور کے طریق کار کا پابند رہوں گا۔ یہ ہے وہ لشکر جو سیدہ فاطمہ اور حضرت ابو بکر کے درمیان ہوئی۔ حضرت فاطمہ نے حدیث بھی سنی کے بعد ان سے کچھ نہیں فرمایا۔ ظاہر ہے کہ انی لشکر میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کی بنا پر فریضہ کو روک دیا جائے۔ سیدہ فاطمہ کا حکم طلب کرنا حضرت ابو بکر کا حدیث سننا کہ حکم شرع ظاہر فرماتا اور قسم اٹھا کر کہ میں فلک میں حضور کے طریق کار کا پابند رہوں گا۔ کوئی بھی تو ایسی بات نہیں ہے جس کو فریضہ کا سبب بنایا جائے۔ غرض کہ حضرت فاطمہ اور ابو بکر کے اس سوال و جواب کو نقل کرنے کے بعد راوی حدیث اپنے ذاتی اثرات سے یوں بیان کرتے ہیں

فَقَضَيْتُ فَرِيضَةً وَكَلَّمْتُ	پس حضرت فاطمہ زادہ اس پر بڑی۔ انہوں
اَبَا بَكْرٍ فَلَمْ يَكُنْ فَيُجَاوِزُهُ حَتَّى	نے ابو بکر کو صحیح سے رکھا۔ یہاں تک
تَوَقَّيْتُ وَعَاثْتُ بَعْدَ رَسُوْلِهِ	کہ آپ کی وفات ہو گئی۔ حضرت فاطمہ
وَسَلَّمَ اَشْهُي (بخاری)	حضور کے بعد جودا تک چلا رہی۔

یہاں یا قرآن یا روایت کے یہ لفظ جن پر بحث ہو چکی ہے وہی ہے یہ حضرت فاطمہ کی
 زبان کے لفظ نہیں ہیں۔ بلکہ راوی حدیث کے ذاتی اثرات ہیں جن کو انھوں نے اپنے لفظوں میں
 بیان ظاہر کیا ہے۔ اور یہی بات ہم کو خصوصیت سے نوٹ کرنی ہے کہ صحاح کی کسی بھی روایت میں
 حضرت ابو بکر کی شہادت یا حدیث کی زبان سے ثابت نہیں ہے۔ اور نہ راوی حدیث ہی یہ کہتے
 ہیں کہ ہم نے سیدنا ابی زبیر سے حضرت ابو بکر کی شکایت سنی ہے۔ اور نہ اس کی دلیل کا فعل ہے۔
 جب تک زبان سے اس کا عبارت ہو دوسرے شخص کو اس کی خبر نہیں ہو سکتی۔ البتہ قرآن سے دوسرے شخص
 قیاس کر سکتا ہے۔ مگر ایسے قیاس میں غلطی ہوجانے کا امکان ہے اور جب تک سیدنا ابی زبیر سے
 شکایت کا عبارت ہو اس وقت تک اس کا یہ دعویٰ مکمل ہے یا وہی ہے کہ حضرت فاطمہ ابو بکر پر
 ناراض ہوئیں۔ ثانیاً۔ اگر بعض دلائل و امارات سے بھی ہمیں روایت سن کر ان کو ناراض ہونا اور حضرت
 کے حکم پہل کرنے کی وجہ سے حضرت ابو بکر پر دشمنی ہو گئی ہے تو سیدنا سے ممکن ہی نہیں ہے
 مبعلا یہ کہ یہ ہو سکتا ہے کہ ابو بکر حدیث سن کر اس میں غلطی نہ ہو کہ انھوں نے سیدنا کو ناراض ہونا نہیں۔ ان دو
 اصول باتوں کو ذہن میں رکھ کر روایت کے اس طرح کو دیکھنا ہے تو ہمیں اس کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی
 بہر حال اس کی مزید تفصیل سیدنا صحاح میں آ رہی ہے۔ اس موقع پر تو ہمیں صرف یہ بتانا تھا کہ ان بات
 صحیح ہے کہ سیدنا کے فائدہ کا عبارت ابو بکر کے حدیث سنائی گئی اور حکم نبوی کی تعمیل میں
 قرآن تقسیم ہوا۔ لیکن یہ کہ حدیث کا طریقہ سنائی گئی نہایت سے اس کی اصل کا اظہار یا بعض ایک
 اذعان سے جو کہ بھی صحیح روایت سے ثابت نہیں۔

ابو بکر حدیث سیدنا ابو بکر حدیث سے سنائی۔ اس کے متعلق پہلا
 آیت بُوَصِّیْکُمْ اللّٰہُ کَاطْمِلُ جَوَابِ
 امر اعلیٰ یہ ہے کہ یہ آیت قرآنی کے خلاصہ سے الہ
 تعالیٰ فرماتا ہے بُوَصِّیْکُمْ اللّٰہُ فی اَوَّلِ دُکْتَرِ لَدَکِ مِثْلُ حَظِّ الْاَنْفُسِ۔ اللہ تعالیٰ نے
 تمہاری اولاد کے حق میں جو کچھ لئے دو محمدیوں کے برابر جس کی وصیت کی ہے یہ آیت عام ہے۔ نبی
 اور غیر نبی سب کے لیے ہے۔ جیسے علم لوگوں کی ہر دو: پ کے سوا کمال کی وراثت برتی ہے۔ اس
 طرح انبیاء و ائمہ حضور علیہ السلام کی وراثت آپ کی اور ان میں تقسیم ہوتی چلا پیئے۔

جواب: اس میں شک نہیں کہ اس آیت میں دیکھ کے کوئی اور کوئی کہ ان کا ہر دو: پ کے بدلے

یا ایک دوسرے میں سے ایک حربی ہوا اور دوسرا اہل اسلام کی رعیت ہو تو ان سب مسئلوں میں
نزاع جاری نہ ہوگا۔ جیسا کہ شرعی الاسلام ہر جہاں میں ہے۔

<p>وَأَنَّ مِنْ أَوَّلِ مَا وَفَّقُوا أَوَّلًا قِصَّةَ الْعَهْلِ الَّذِي يَتَحَقُّ بِهِ وَجُوبُ الْقِصَاصِ أَوَّالُ الْكُفَّارَةِ وَاجْتِلَاءُ الدِّينَيْنِ وَاجْتِلَاءُ الدِّينَيْنِ أَمَّا حَقِيقَةُ كَاتِبِي أَوَّلِ الدِّينِ أَوْ خَلْقًا كَانَتْ مِنْ وَالَّذِي أَوَّلَ الْخَلْقِ بَيْنَ مَنْ دُونِ مُخْلِطَيْنِ .</p>	<p>روایت سے معلوم ہونے کے چند اسباب ہیں۔ روایت ظاہر ہے یا باہرین کر وہ ام برایہ قصہ ہر صورت کو روایت کا قتل کہ اگر اس قصہ میں یا کفارہ لازم ہو۔ مگر روایت کا ذریعہ میں فتنہ ہوا اختلاف واری یعنی ایک دارالاسلام میں ہوا اور دوسرا دارالحرب میں۔</p>
---	---

سراجی

دیکھئے شیر علی، احادیث اہل کرام کے پیش نظر مذکورہ بالا روایات کے حکم عام سے خاص کر رہے ہیں
جس سے واضح ہوا کہ شیخ مذہب میں حدیث سے کسی سے جائز ہے۔ ہر مسئلہ شیعہ شنی دونوں میں کواں
مذکورہ بالا مشورہ میں میراث جاری نہیں ہوگی۔ حالانکہ یہ میراث کہ حکم جمع افراد امت کے لئے ہے
ترجیح الی آخر کو انہوں نے حدیث شیر علی کے حکم عام سے خاص کیا ہے۔ اس امر حدیث
انہوں نے جو فریقین کی کتاب صحاح کی حدیث ہے، حضور علیہ السلام کو اس سے علیہ ذکر یا اہد تا
دیکر حکم افراد امت کے لئے ہے جس کے لئے نہیں۔ پس حدیث لائرت آیت قرآنی کے خلاف
نہیں ہے بلکہ اس کی تفسیر کر رہی ہے اور یہ جاری ہے کہ کون جیت کر اللہ کے خطاب میں حضور
علیہ السلام داخل ہی نہیں۔ لہذا حدیث لائرت کو قرآن کے خلاف کہنا بالکل غلط ہے۔

ثانیاً۔ اس حقیقت سے کون انکار
حضور کے ترک میں تقسیم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ حضرت علیہ السلام کے حضور سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم سید الزما ہیں تھے۔ زہد و قناعت اور دنیا سے بے رغبتی کا یہ عالم تھا کہ جو کچھ آتا تھا غنایا
اور سکینوں میں تقسیم فرمادیتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک بار نماز عصر پڑھ کر فوراً گھر تشریف لے گئے اور
پھر فوراً باہر تشریف لائے۔ لوگوں کو تعجب ہوا تو فرمایا کہ نماز میں مجھے خیال آیا کہ کچھ سونا گھر میں پڑا ہو گیا

خیال آیا کہ میں ذات ہو جائے اور وہ منکر میں تیار و جست میں بیٹے سکھارت کر لیتا کوئی ایسا (ابو داؤد)
 ۱۰ ایک بار میں مذکور نے چار ٹونٹ خرید کر کے خدمت اقدس میں بھیجے۔ حضرت بلال نے اس کو
 فروخت کیا۔ ایک سودی کا فرض تھا اس کو کھانا اور حضور کو علاج دی۔ آپ نے فرمایا: کچھ بیچ تو نہیں گیا۔
 کیونکہ جب تک کچھ باقی رہتا تھا، میں نہیں جانتا تھا کہ۔ حال نے عرض کی حضور کیا کروں کوئی معاملہ ہی
 نہیں ہے۔ حضور پھر شریف میں لے گئے بلکہ مسجد میں ذات بسر کی۔ صبح کو بلال نے خبر دی کہ جو بیچا تھا
 وہ فریاد میں تقسیم کر دیا ہے۔ تب جاکر حضور پھر شریف لے گئے (ابو داؤد)

مرض وفات میں آپ نے خدمت حاضر کے پاس جو شرفیوں رکھی تھیں، ان کو لے کر فرمایا ان کی
 خیرات کا حکم دیا تھا۔ یہاں اس قسم کے متعدد واقعات ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ حضور اکرم اپنے
 پاس کچھ باقی نہیں رکھتے تھے۔ جو کچھ آتا تھا اس کو وہ خدا میں خرچ فرما دیتے تھے۔ فیاض تھے اور اپنی
 ورثہ کے زائد تھے۔ خود کفایت اٹھا کر دوسروں کو راحت پہنچانے لگے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی واثق
 یا شہادت نہیں دیتا کہ آپ نے اپنی ۱۲ سالہ زندگی میں کبھی زکوٰۃ ادا فرمائی ہو۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ
 معاذ اللہ آپ کی مجلس اور غریب تھے۔ بلکہ یہی کہ جو کچھ آتا تھا اس کو راہ خدا میں خرچ فرما دیتے تھے
 اور اتنا مال جمع نہ ہوتا تھا کہ وہ زکوٰۃ کو پہنچے اور زکوٰۃ واجب ہو۔ جب یہ حقیقت ہے تو اس
 صورت میں اگر ہم باقر من والوں پر تقسیم کر دیں تو اس کی کیا حقیقت ہے؟ اس کے لفظ کفر میں حضور اکرم بھی
 شامل ہیں تو بھی حضور اکرم کی بلاشک تصدیق سے یہ صحیح ہے کہ حضور اپنے پاس مال و دولت میں ہونے
 ہی نہ تھے۔ مثلاً کہ سکہ میں سودا ہی تقسیم ہوتا تھا۔ اسی ایک شخص نے اپنے سات باغ
 شیب۔ صافقہ۔ دلال۔ حسین۔ ہرق۔ اخوات۔ شریام۔ ایلیم۔ مرتے وقت حضور کو وصیت کر دیے
 تھے۔ مگر آپ نے ان کو بھی خیرات فرما دیا تھا اور راہ خدا میں وقف کر دیا تھا چنانچہ یہ ذات شیبہ سنس و رزق
 مذہب کی کتابوں سے ثابت ہے۔ شیوں کی کتاب اصحابہ تنذیر کو مخریق اور شیوں کی فروغ کافی میں
 اس کا ذکر ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم نے اپنی ذاتی ملکیت میں کوئی چیز چھوڑی ہی نہیں
 جو چھوڑا بھی تو وہ اپنی حیات مبارکہ ہی میں وقف فرما دیا تھا جیسے یہ سات باغ اور ملک۔ تو ایسی صورت
 میں تقسیم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ تقسیم وہ چیز ہوتی ہے جو مرثیہ کی ملکیت ہو اور حضور
 اکرم نے ایسا کوئی ترک چھوڑا ہی نہیں۔

۱۱ ایک کو میں میں گویا کچھ رکھتے نہیں۔ دو جہاں کی نعمتیں ہیں انکے قائل ہوتے ہیں

انبیاء کرام کی میراث صرف مسلم شریعت سے

شیخ سنن حدیث کی صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ انبیاء کرام کسی کو دنیاوی مال و دولت کا وارث نہیں بناتے۔ انبیاء کرام کی میراث صرف مسلم شریعت سے ہے۔ اگر وہ کچھ دنیاوی مال چھوڑ جائیں تو اس میں میراث جاری نہیں ہوتی بلکہ وہ صدقہ ہوتا ہے۔

بخاری و مسلم میں حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایات آتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

لَا تُنْزِلُ مَا تَرَكَآءُ صَدَقَہٗ | ہم کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے
(بخاری و مسلم) | ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

لَا تُنْزِلُ مَا تَرَكَآءُ صَدَقَہٗ | میری میراث تقسیم نہیں ہوتی وہ ہم پر
یاد رہے۔ میں جو کچھ چھوڑ جاؤں میری
ازواج و غلاموں کا خرچ کھانے کے بعد وہ صدقہ ہے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور کے وصال کے بعد ازواج و غلاموں نے حضرت عثمان کے ذریعہ حضور کے مال سے اپنا حصہ تقسیم کرانے کا ارادہ کیا تو حضرت عائشہ نے فرمایا:-

اَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لَا تُنْزِلُ مَا تَرَكَآءُ صَدَقَہٗ | کیا حضور نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ
ہم کسی کو اپنے مال کا وارث نہیں بناتے
ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔

جب حضرت عائشہ نے حضور کی حدیث سنائی تو ازواج و غلاموں نے میراث طلب کرنے کا ارادہ ملتے مل کر دیا۔

حضرت عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ میں حضور نے بوقت وصال و ہم دو بیٹا

علامہ بریلوی ہیں چھوٹے۔ مگر

لَا تَحِلُّهُ الْفُضُوءُ وَلَا حَيْهٌ وَ

وہاں سے صحت کا

نام محمد تقی رضا اور گھیر میں
مسکو پہلے غوثہ کا راجہ تھا۔

● سنی طہن ملک بن اوس سے مروی ہے کہ وحشہ - ہاراقی مشہور ہے فتح کفار میں ہیں میں منظر
قداس حکامی طہن الزعمی بن عروب سعد بن حوامہ حدیثی ان دونوں کو جوڑ دے۔ سب کو قسم دے کر
مکانہ حاشہ کو حضور سے دہا دہی عرویش میں ہاتھ تو سب نے قرار کیا کہ حضور نے
الباغیہ ہے۔ ہر عامہ منت صحاح سے پوچھئے۔

هذه هي خيمه نبيك جديج الصلاه

فان كانا يرحوبان في حق الله

معلم، انجمن و مدرسہ

1880

1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 2679, 26

10

المجلس الأعلى للدراسات والبحوث

وہ جس نے ان کو لایا ہے وہ ان کو لے لے گا

١٠٠

لا يعلق ورقه في يدك

در بیان این که

در هر هی و قلابه سر و قلابه

البربروا حایکس فل حایکس

من جود و نسی (تیسرا حصہ)

مجلسه ۱۰۰

{ صور و پیدماندیم

تا احوال من الحسنة بهج من به صديقه

جمعہ کا وقت غلط ہے۔

۱۰۰۰ روپے کی رقم حاصل کر کے علیحدہ طور سے

۱۰۰

مفتی محمد رفیع الدین صاحب

[Faint handwritten text]

المعروف

— 6 —

1. *Chrysomelidae*

۱۰۰

کے لئے یہاں سے جہاز کی روانگی ہوگی۔

میں نے کہ جبکہ اس کے لیے کسی اور کو

یہاں پر طاہرہ مستحقہ سے ملے

سبب تہجیتہ ل: ۱۰۰۰ لارہ ۶۰۰۰

کے ساتھ ان کے لیے یہ کہ ان کو خطا معلوم کر دے

ہم سب کی پرستش کریں۔

[illegible]

یہ احادیث اس پر جو شخص مباح میں سے ہو اور نہ ہو، ہر حالت میں وہی اور شریعت سے ہے۔

صورت میں حدیث میں صحت میں کوئی شک ہی نہیں رہتا

معارضہ مسموم، حدیث، عادت اور احادیث میں ہوتی۔

جواب: قرآن ہی غلط ہے کہ حدیث و تحت میں ہوتی۔ حدیث میں ہی حدیث
کو اسے اس میں مانع ہے۔ اور دہم کہ مستور اور سے ہوتا۔ اس حدیث کو بھی یہ کہ ایک
جھگڑا رد کیا کہ ہے۔ حدیث کو تو اس سے ہے۔ کہ کہ مستور تو مسموم ہے۔ لیکن
اس حدیث کو مسموم نہ کہ، ایک مخالف روایت کر رہی ہے۔ جب یہ حدیث متواتر بعض سے کہ ایک
مستور تو مسموم ہے اور مستور سے وہ تو پر ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ہم ایک اصولی
نکتہ یہ بھی بتا دیں کہ اگر بعض اسی حدیث کے راوی صرف ابو بکر ہی ہوں تو بھی یہ حدیث
ان کے حق میں متواتر ملے متواتر نہ رہے گی۔ اس سے کہیں تیسہ گنی دونوں کا اس پر
اجماع ہے کہ متواتر دو سو زنی عیسیم کو گور کے لئے سے سبوں کے حضور اکرم کو دیکھی
میں و اس صحابی سے حدیث روایت کروں میں جس شخص کے علاوہ حضور اکرم سے حدیث
سے ہوتا اس کے حق میں وہ متواتر ہے۔ لہذا اس سے کہ حدیث کو مسموم ہے۔ حدیث کو مسموم
مسموم کے لئے ہے اس سے کہ حدیث کو مسموم ہے۔ حدیث کو مسموم ہے۔ حدیث کو مسموم ہے۔
اعلاہن چہ دارم، تاریخ خلافت میں سے کہ جس میرات کا حلقہ اچھا ہوا اس کے
مشتاق کسی کے پاس سے کوئی حدیث نہ ملے۔ اب مسموم ہے اس حدیث کو یہاں کیا۔ جس سے
ثبات ہوا کہ اس حدیث کے راوی نہ ہوں ابو بکر ہی ہیں۔

جواب: تاریخ خلافت ایک تاریخی کتاب ہے، اس میں جو واقعات درج ہیں وہ
قرآن و حدیث کی طرح نہیں ہیں بلکہ حدیث میں سے کہ کسی یہ ہیں کہ اس حدیث کا سبب سے
ہے ابو بکر نے کیا اور یا اس سے کہ یا دینی۔ جس سے حضرت ابو بکر کا علم، حفظ و بھی
نات ہوا۔ چنانچہ کاری میں ہے کہ جب حضرت ابو بکر و عمر کے بیچ صحابہ سے اس حدیث کے مفضل نے
وہ سے کہ استفسار کیا تو سب نے یہی کہا کہ حضور نے یہ فرمایا ہے کہ ہم کسی کو اپنا وارث نہیں مانتے ہم
جو کچھ چاہیں وہی ہے۔ حدیث میں جن میں حضرت عباس اور علی اور اس کے علاوہ رواج مطبوعہ اور
ہند سے بعض ائمہ صحابہ تھے جنہوں نے اس کی تصدیق کی۔ اسی صورت میں حدیث ابو بکر کی کسی

میں کا فیصلہ مست آسمان سے کیا کہ وہاں تیری کسی کی خلعت میں ہوتا۔ اور میں نے کہا کہ یہ صرف خود تو ان کے
بیانی کر رہے ہیں۔

<p>خود تھو کہوں کہ اللہ تعالیٰ (تیرے جیسے) کے اپنے رسول کو تیری راہ سے تو وہاں تھو کہے بیعت اور رسول کے جیسے اور رشتہ داروں کی قیوں</p>	<p>لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَلَىٰ وَثَرٍ مِنْ هَؤُلَاءِ أَنْتَ رَافِقُهُمْ وَأَنْتَ خَلْقُهُمْ وَفِيهِ أَنْتَ رَافِقُهُمْ وَأَنْتَ خَلْقُهُمْ وَفِيهِ وَأَنْتَ خَلْقُهُمْ وَفِيهِ</p>
---	---

اور سارا دل کے لیے ہے۔

یہ ایسا کہ جسے جو میں بیانی کر رہی تھی کہ اس میں کسی کی خلعت نہیں ہونا بلکہ یہ وقت ہوتا
سے وہ اللہ تعالیٰ کے من کی توہینت حضور و رسولی سے علیحدہ ہو کر اس سے اپنے عطا کردہ حق کو حضور
میں عمل کو قیوں، مسکینوں، محتاجوں اور رشتہ داروں کی مدد گری میں صرف کرنا ہیں۔
ہر جب ہرک مال منی سے تھا اور چھوٹے کی خلعت میں رہتا بلکہ آپ کی توہینت
میں ہوتا تو اس وقت میں رات میں رہے کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ثانیاً اس میں بھی ہے کہ اگر کسی ایک میں نصیب ہے اور تقسیم ہونے سے جو شیعہ حضرات
کہتے ہیں وہ چیز دل آسمان کے حضور و رسولی سے علیحدہ ہو کر اپنی حیات میں اس کو تقسیم کر
دیتے۔ لیکن شیعہ کسی دونوں اس میں رہتے ہیں کہ حضور و رسولی اپنی حیات میں ہرک میں ہرک
تقسیم ہوا اور کسی کو اس نصیب دیا۔ بلکہ آپ اس کی آمدی و مصائب مذکورہ پر غریب لڑنے سے بھی
جنگ کے بارے میں جو آمدی ہوئی تھی اس کو حضور و رسولی پر رازداج مولا، اور ہی دشمن پر یوں
اور مسکینوں اور سارا دل پر چھڑا دیتے تھے۔ جو اس وقت کی سب شیعہ دلیل ہے کہ ہرک کسی کی
خلعت میں تھا بلکہ وہ صرف خدا کے مال وقف میں بیعت کیے عاری ہو گئی ہے۔

ثالثاً اگر یہ کہانے کہ وہاں رسولی میں تیک کے لیے ہے تو اس کا جواب یہ ہے اگرچہ
لامتصیب کے لیے ہیں، لیکن اگر میں تیک کے لیے ہیں، لیکن اس کے اہل کے
ہے کہ اس میں منی کے تنہا حضور و رسولی میں اور آپ کو تقسیم ہوا اختیار رکھتا ہے۔ اسی لیے
اس آیت کے بعد فرمایا۔

هَذَا كَلِمَةُ السُّؤَالِ مُعَدَّةٌ

رسوں جو کچھ تم کو دے اس کو قبول کرلو

اس کے بعد برائن پاک نے یہ بھی تصدیق کی کہ یہ دہائیوں کا ہی ہے جو اشریت ہے، یہ صاف صاف

سے رشتوں کو علیٰ ذریعہ ہے اس میں مجاہدیں ناگزیر ششوں کو لکھ دہل میں سے

عَامَ اللَّهِ عَلَى رَسُولِهِ

و ضعیفہ لڑائی بتے سے اسے رسوا کر

لَهَا فَوَاحِشٌ عَالِيَةٌ مِّنْ جَنَّتِ

ہی سے قوم کے لیے یہاں ایسے گھوڑے

لَا يَكَايِدُ تَكُنِ اللَّهُ يُنْظِرُ رُسُلَهُ

۱۰۔ اے اور - اوش - ای الہ تعالیٰ

منه من يهتد

تو کیا ہے؟ ہے مجھوں نے شکوہ کیا ہے۔

اس بات سے پرچہ ثابت ہو گیا کہ اس مضمون میں ہر مضمومت ہے جو بلا حیل و حیاں مکتوبات ہے

وزیر کے دفتر میں خود فری تے بیٹھ کر کہے کہ تمام دار کیسی کن ملکیت نہیں ہوتا بلکہ وقف ہوتا ہے۔

کیونکہ اگر یہ الٰہی رسول اور ان کی ملکیت میں نہ ہوں، تو مجھ کو جس سے میں متعلق ہو گیا ہوں، وہ میری

بانت یہ ہے کہ اگر لام نظریہ میں تبصیر کے لیے جہت تو مولیٰ العربیہ و ادبیات نامی و ہاکن میں ہے

تھلیک کے لیے ہر چاہیئے، جاؤنگریاں ہیں، یہ حال ملک مال میں سے ہے اور اس میں

وقف ہوتا ہے اور وقت میں عیادت ہوتا ہے ہوں سدا اسی لئے کہتے تھے صدیقی اکبر چوہدری کی

لکھا ہے وہ بھی مع ہو گیا۔

وَوَيْتُ سُلَيْمَانَ دَاوُدَ وَهَب

شعبہ ایک اعتراض یہ بھی کرتے ہیں کہ اگر جیسا کہ

۱۱۱۔ تہ نقسم میں تو حضرت داؤد علیہ

حق میں قیوں کے پیسوں فراہم -

وَبَرَّكَتُهُمَا فِي الْوُجُوْدِ

۱۔ فہم کو مجھے مسیحی بنانا اور کہے

اعلم انما هذا جواب عن سؤالی که می فرمایید که جواب این است که این است

کی دواشت ملا ہے۔ کیونکہ حضرت سلیمان کو دراشت علمی علیٰ حق ملی نہیں چنانچہ اس کے لئے یہی

ولادہ بل تاسیخ کا اجماع ہے کہ حضرت دوشد کے نہ بیوہ و فرزند تھے اور قرآن نے یہ بتایا

سے چلا گیا تھا، تھامس باغ محلہ میں جیٹ پر سوار مشین کے، رکے ہوئے ہیں

مکہ میں سے حضرت سیدنا کو میراث ملی وہ ان افراد محروم رہے تو اگر میاں میراث سے ان میراث
 مرد ہو تو ان کے نام پر مقل کو ملنی چاہیے تھی۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ میاں میراث سے محروم
 موت مرد سے جو حضرت سلیمان کو تو ملی مگر نہ مکہ دوسرے مکانی محروم رہے۔

ثانیاً یہاں اگر میراث سے ال میراث مراد ملے تو کچھ براہین کا مجموعہ پرستش ہونا لازم آتا ہے
 کیونکہ بلاشبہ کہ مرثیہ ایسے باب کی میراث نام ہے اور یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کو حضرت
 کے ساتھ بیان کیا جائے۔ ایسی محدث میں قرآن کا یہ خبر دینا کہ سلیمان و داؤد کے وارث ہوئے بالکل
 مغربے اور کلام الہی لغویت سے پاک ہو جائے۔ مولانا ثانیہ کے لکھنا اس آیت میں یہاں مقل ہی مراد
 ثالثاً اس آیت میں حضرت سلیمان کے لفظ کل ذکر نہ کیا گیا ہے۔ اگر اس سے مراد

ورشٹ والی ہوتی کوئی نصیحت کی بات نہیں ہے۔ میراث تو آخر کسی نوعیت ہے اس میں حضرت
 سلیمان کی کیا خصوصیت ہے۔ اس لیے یہاں میراث سے مراد مقل میراث ہی ہے۔ اور اس بات کو
 قرآن کے مقام میں بیان نہ کیے اس کا احراز کیا ہے کہ حضرت داؤد کے ۱۹ بیٹوں میں سے یہ
 شرف صرف حضرت سلیمان ہی کو حاصل ہوا کہ وہ صاحب موت بلا تر ہوئے اور انھوں نے اپنے والد
 داؤد کی میراث نبوت کو پایا۔ چنانچہ آیت ربوب کے آخری جملے ۱۹ ہذا لفظاً مفصل مقل
 کی تفسیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے موت اور بادشاہت سے کی ہے۔ (تفسیر حیرانی
 جلد دوم صفحہ ۱۱۱) امام جعفر کی اس تفسیر سے واضح ہوا کہ موت میں نبوت و بادشاہت کی میراث
 مراد ہے۔ انی موت مراد نہیں ہے۔ چنانچہ اس کی تائید آیت سے بھی ہوتی ہے۔

وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ وَحَالِ	وارث ہوئے سلیمان داؤد کے۔ پھر
نَاثِقَاتٍ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ	کہ سلیمان سے اسے لوگوں کو بھیج دیا
انطیر	نہیں لکھا گئی ہے۔

و شرکے میں سرچیز کا علم دیا ہے۔ آیت کا یہ فقرہ بھی اس امر پر دلیل قاطعہ ہے کہ حضرت
 سلیمان سے داؤد کی میراث میں علم اور نبوت ہی پایا تھا۔

والعاقبہ قرآن پاک میں وحی کی برکت کے بعد کلام کی برکت میں مستقل ہونا مکمل ظاہر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ۱۔ رحکایہ معنی رکھو

مجھے اپنے بعد اپنے قرابت والوں کا
ڈر سے ڈر سہی موت، کچھ ہے۔ تو
کچھ ہے، اس کے بعد اس کے ڈال
جو یہ کہہ، اٹھائے وہ یہاں بٹھیں جو
اور اولاد یعقوب کا وارث ہو۔

تو ہی جعفر انصاری میں ذی
الکتاب عزتی نے وہ جہب
ہی وہ لکھتے ہیں کہ وہ
وہ کہتے ہیں کہ وہ یعقوب و بعد
وہ کہتے ہیں کہ وہ

دیکھئے حضرت زکریا کا کرتے ہیں کہ میرے بعد میرے قرابت والے جو کہ میرے ہیں۔
وہ وہی میں جعفر انصاری میں کہ اور میرے پیغمبر جاری رہے کہ تو سے رب مجھے ایسا ہی فرما جو
میرا وارث اور میرا یعقوب کا وارث ہو یہاں بھی وحی کے علم و کتب ہی فرماوے کہ جو کہ
حضرت زکریا حضرت یعقوب سے دو پڑا ہوا ہے کہ وہ میرے بعد میرے ہیں۔
کیا میرا اس سال سے کہ میری حالت اور میری عمر میری عمر میں وحی حضرت یحییٰ کو ملی تھی
اور کیا، جیسا کہ مگر آپسے جانشین کے لیے دعا میں اس وحی کے لیے ہوتا ہے یہاں تک
جو کہ میں بھی کہتے ہیں کہ وحی حضرت یحییٰ کا ہے۔

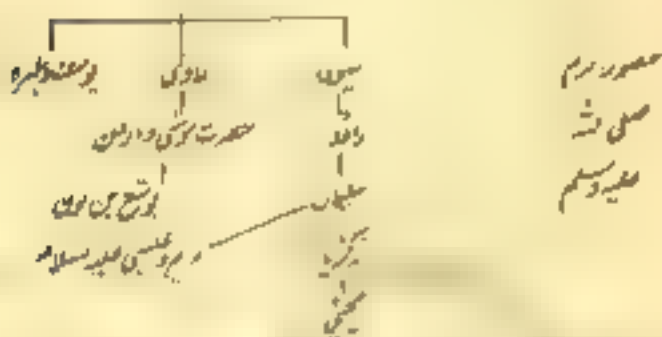
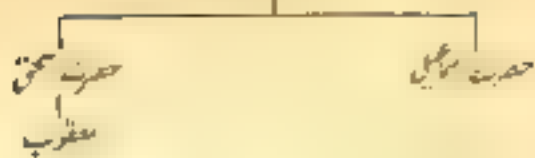
خاصہً۔ اس امر کی توثیق صحیحی روایت سے بھی ہوتی ہے، چنانچہ اہل حقانی میں ہے
امام جعفر صادق سے روایت ہے۔

کہ حضرت زکریا جیسا کہ علم کے وارث
ہوئے اور علیہ السلام وارث کے وارث
کے وارث ہوئے اور میرے وارث ہوئے
میرا وارث میرے وارث کے۔

قَالَ اَنَا عَسَدُ اللَّهِ اِنْ دُرْدُورُ
جَعَلَ تِلْكَ اَوَّلَ اَوَّلَاتِ سُنَّتِ
فَوَيْتَ اَوَّلَ اَوَّلَاتِ مُحَمَّدٍ وَفِي
سُنَّتِ اَوَّلَ اَوَّلَاتِ مُحَمَّدٍ

حضرت امام جعفر کے توفیق میں روایت کہ حضور زکریا حضرت علیہ السلام کے وارث ہیں۔ ظاہر ہے
کہ حضور زکریا کہ حضرت علیہ السلام کی میراث میں کوئی ان میں سے علیہ السلام اور نبوت ہی علی
حق حضور زکریا حضرت علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور حضرت علیہ السلام حضرت احمق کی جس کا لفظ ہے۔

حضرت بلعم



نوٹ :- اس نقشہ میں خط احمر پر مبنی سب سے زیادہ سرکاری زمین کے اور دیگر زمینوں کے واسطوں کے
چھوٹے چوکے ہیں۔

عرض ہو کہ جس طرح تفصیل کی وضاحت میں اہل علم و ادب سے بہت سی شکوک و شبہات پیدا ہوئی ہیں اور ان کے رد میں
 بہت سی باتیں لکھی گئی ہیں۔ اور ان باتوں کا رد کیا جائے اور اس سے بہت سی باتیں لکھی گئی ہیں۔ اور ان باتوں کا رد کیا جائے
 یہ ہے کہ جس طرح تفصیل کی وضاحت میں اہل علم و ادب سے بہت سی شکوک و شبہات پیدا ہوئی ہیں اور ان کے رد میں
 بہت سی باتیں لکھی گئی ہیں۔ اور ان باتوں کا رد کیا جائے اور اس سے بہت سی باتیں لکھی گئی ہیں۔ اور ان باتوں کا رد کیا جائے
 اور گشت سی اس میں کوئی اور چیز نہیں ہے۔ اور گشت سی اس میں کوئی اور چیز نہیں ہے۔ اور گشت سی اس میں کوئی اور چیز نہیں ہے۔
 اللہ علیہ السلام کو دیکھا۔ اس شخص سے آداب و اخلاق کی باتیں نہ کی گئیں۔ اور اس شخص سے آداب و اخلاق کی باتیں نہ کی گئیں۔
 اہل علم و ادب کے متعلق جن باتوں کا ذکر ہے۔ اس سے علم و ادب کی باتیں نہ کی گئیں۔ اور اس شخص سے آداب و اخلاق کی باتیں نہ کی گئیں۔
 جیسا کہ میں نے آداب و اخلاق کی باتیں نہ کی گئیں۔ اور اس شخص سے آداب و اخلاق کی باتیں نہ کی گئیں۔ اور اس شخص سے آداب و اخلاق کی باتیں نہ کی گئیں۔
 اب بھی چھ اب تک کہیں تو اس کا علاج واقعی ہو سکتا ہے۔

کیا حضور نے خدا کی سیدہ کو پہچان لیا تھا؟

حسب یہ لوگ مزید حجاج کا جواب سوچاتے ہیں تو پھر

دروک کے استحقاق کہتے ہیں کہ وہ حضور کے سیدہ کو پہ

چا کر دیا تھا۔ اور سیدہ سے وقت و عمری حضرت علیؑ اور ام اس کو، ابی میں پیش کیا اور ان کو کہے یہ

کہہ کر ایک مردوں تک عورت کی گواہی قبول نہیں کرتی، دعوئی خارج کر دیا۔

جواب: جناب سیداک فرات سے حیدر کا دعویٰ گڑا اور اس پر پیل و آتم الحق کا گواہی دینا اہلسنت کی سب سے زیادہ پسندیدہ ہے، یہ توحیدیت مستقیمہ نے ایک رسمی اہل تصنیف کیا ہے جس کا کوئی سب سے دور کوئی پرفتن اور سب تک کتب اہل سنت کی صحیح روایت سے یہ بات ثابت رہے اس وقت تک اس رسمی اس سے کہے جواب کی رسم فرمائی نہیں عائد ہوئی اور حسب یہ اس سے ہی رسمی سے تو اس کی سیاد چھوڑتے صدیق، کمر پر جو بھی زمانہ قائم کیا جائے گا وہ خود بخود باطل ہو جائے گا حیرت تو ہے اصولی جواب۔

ثانیاً، شرح ابن الحدید جو شیعہ کا حیدر ہی کتاب شیخ مبراہ کی شرح ہے اس میں ایک ایک روایت کے لحاظ پر میں کہ حسب مستند سے ملے طلب کی و حسب ابو بکر سے کہا میرے اس باب ایک پر تقریباً ہم میرے رد ایک صادر اور حیدر ہو۔

اگر حضور نے تم سے خاک کے ملائے	فَاَنْ لِّهٖ اَنْ تَكُوْنَتْ طَلَبٌ يَّوْمَئِذٍ
میں کوئی عہد، وعدہ کیا تھا تو میں اس	وَلَا تَأْتِيْكَ اِلَّا بِطَرَفٍ اِلَاسَہ
کو تسلیم کرے گے لیے تیار ہوں اور	بَعْدَیْ نَکَانَ رَسُوْلُیْ سَیِّدُ مَسُوْیْ
خاک تھامے حواسے کر دیں گا، تو سید	اَللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَسْتَغْفِرُ لِحَدِیْکَ عَیْہُ
سے روایا حضور نے مجھ سے خاک کے	وَرُوْعَیْہُ وَغَدَا صَدَّکَ رَسُوْلُکَ
ملائے میں کوئی عہد نہیں رہا۔	اَلْبَیْہُ فَهَکَیْہُ لَعَنَہُہٗ اَلْاٰتِیْہُ
	رحمۃ رب محمد ص

اس روایت سے ثابت ہو گیا کہ یہ خاک کا حیدر اس تصنیف کیا گیا ہے وہ خالص جھوٹ پر نہیں ہے جب سیدہ خروذہ اسی میں کہ خاک کے متعلق حضور نے مجھ سے کوئی عہد وعدہ نہیں کیا تھا صحابہ میں یہ کہہ کر کہا جاسکتا ہے کہ سیدہ نے ہر خاک کا دعویٰ کیا تھا۔ معلوم ہوا یہ اس سے کسی سے جعلی اور کسی سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ خاک کے متعلق حضور نے وحییت بھی نہیں دیا تھا۔ اگر وحییت کی بات توحیدت خاطر رسمی اللہ تعالیٰ جب روایا اس کا اظہار دے دیتیں۔ ثالثاً تذکرہ حضور کے سیدہ کو کہ نہیں کیا کتب اہل سنت میں ایسی کوئی صحیح روایت موجود نہیں ہے

کو سید نے میر لدک کا دعویٰ فرمایا اس کے برعکس مشکوٰۃ میں روایت موجود ہے کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز حاکم بنوئے قرآن ہوں نے مروانی کے رشتہ واسط کو جمع کر کے کہا کہ لدک حضور کے قلعہ میں تھا حضور اس کی آمدنی کو ایک دست پر ہی بائیم کے معیروں پر خرچ فرماتے تھے اور بے شمار عورتوں کے نکاح بھی اس کی آمدنی سے فرادیتے تھے۔

وَقَدْ فَاطِمَةُ سَأَلَتْ	اور فاطمہ سیدہ فاطمہ سے یہ روایت
يُحْيِيهَا فَايَ	کی کہ حضور لدک اس میں علف فرما دی
بِوَدَّاهُ مَسْكُوۃً ۝	وہ حضور نے اس کا کر رہا۔

پھر جب حصہ کا احوال ہو گیا تو حضرت ابو بکر صدیق نے حکم میں دی ہوئی کیا، جو حضور کی کرتے تھے۔
 حتیٰ کہ اب یہ حکم محمد تک پہنچا تو حضور نے حکم کو رد فرمایا اور جو چیز حضور نے مال کو رد دی گئی
 بھی اس کو اپنے قبضہ میں رکھا جائز نہیں۔

وَقَالَتْ اَسْأَلُكُمْ اَنْ يَّعْدِلَ بَيْنَ	میں تم سب کو گواہ کرتا ہوں کہ میں لدک
مَالِكَا مَتَّعْتُهُنَّ بِمَالِ غَدَاةٍ	کو اور مال کے رشتہ واسط سے
اِنَّهُنَّ يَوْمَئِذٍ فَاعِلٰتٌ بِمَا	و اس میں سے کڑی حالت میں دایس
كُنَّ يَوْمَئِذٍ مُّحْسِنٰتٍ ۝	کرتا ہو کر جس حالت میں حضور کے مال میں

فرمایا کہ کتب صحیح، اصل صحت میں میر لدک کی کوئی روایت ہی نہیں ہے، ایسی صورت میں شیعوں
 ۱۷ اپنی مذہبی کتب سے روایت جتنی کر کے ہم پر لازم قرار دے، اصولی سطرہ کے خلاف ہے
 پھر میں پروردگار کے شرع سے اسلاف کے خود سے جو روایت چلتی کی ہے اس میں یہ ہے
 کہ حضور نے سید سے حکم کے متعلق کوئی وعدہ نہ فرمایا ہی نہیں تھا۔

راہِ نبیؐ اگر اہل حق و ایمان تسلیم کریں گے کہ حضور نے سیدہ فاطمہ کو لدک پہنچا دیا تو اس
 دعویٰ کے ثبوت کے لئے حد و حد ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری تھی جبکہ قرآن
 کا حکم ہے لیکن جناب سیدہ کے سوا اب کا مصاف کا مل جتنی میں دیا ایسی صورت میں
 یہاں سند کے حق میں کیسے ہو، حضرت ابو بکر عظمیٰ قرآن مجید سے کیا ہے اس میں کیا کیا تصور
 ہے اگر انھوں نے دعویٰ کر دیا تو قرآن کے حکم کے مطابق کیا اپنی دوسرے کو چھو نہیں کیا۔

خاصاً۔ اگر یہ بات تسلیم کریں گے کہ ہرگز مستبد کو سزا نہ تھی تو یہ سزا شیعہ کسی دوسرے کا تقاضا
 ہے کہ جسے ایک موعوب یا موعوب نہ لاکھڑا ہو جائے اس وقت تک جب تمام سببیں ہوتا مثلاً
 روایت کے قطعاً میں مکر کو سبب نہ کر دیا۔ مگر مستبد لکھڑا رہا۔ اب یہ یہ رہا ہے اور مکر سبب کا
 دھوکہ دے تو مکر کا یہ حق و عمل ہو گا۔ یہ ہی صورتِ حشر ہے اور شیعہ کسی دھوکے تقاضا میں کہ
 ہرگز کہ حضور کے ان حیات میں کہ آپ نے حضور و تقاضا میں رہا۔ اور کسی کا اس کا قصہ نہیں دیا۔
 جب یہ امر مستبد ہے تو مستبد کو جسے بھی سی۔ وہ مکر و سبب و سبب حشر میں رہا۔ اور مستبد و تقاضا
 اور قبضہ ثابت ہے۔ اور مستبد کے یہ ثابت ہیں مکر کا ہرگز کہ حضور کے یہ حیات میں آپ
 فہرست و تقاضا میں رہے دیا تھا۔ خاتمے اس میں حشر۔ اور جسے یہ علم کیا کہ تاویں سلامی
 پھیل کر اجڑے کے کیا تاویں سلامی کے مطابق فہرست و علم ہے، اس مسئلہ کو کہ جسے کے
 مذہب اس پر پور نہیں۔ اور اللہ میں سبب کے دھوکے و سبب کا
 ۱۔ فہرست و تقاضا کے جسے ہر روز تھا۔

۲۔ حضرت علی و ائمہ میں سے اللہ میں تو ابی سے دیکھ رہے ہیں کہ کیا تھا۔
 و مستبد کے دھوکے کے حضور میں رہے

۳۔ لیکن مستبد کے یہ حق میں مکر کا حضور کے سبب کے بعد ہرگز ہے۔ یہ مستبد و تقاضا
 میں رہے دیا تھا۔ اور گواہی اس سے بھی اس سبب کو ابی۔ وہی
 ایسی صورت میں شیعہ کا ایک و تقاضا ہو کر ہے گویا رو کر دی یہ ایک خط و تقاضا ہے کہ ہر
 گویا کو رو کر دیا اور چیز سے اللہ کو ابی و تقاضا دیا۔ اللہ کے سے نفس و تقاضا گواہ جس بات کی
 گواہی دے رہے ہوں وہ والد کے اصل مطابق ہوئی سے مکر و تقاضا، اور فہرست و تقاضا کا
 سبب نہیں ہوتا۔ جہاں یہ دیکھ لیجئے اور سبب لیجئے۔ حضرت ابوبکر سے مستبد کے دھوکے کا ہر
 گویا کہ ہرگز کہ ابی سبب میں مکر و مستبد اور تقاضا سے گواہ ٹھوٹ رہتے ہیں۔ اللہ آپ سے
 تو ایک تاویں حکمت سے ہے۔ مکر و مستبد سے یہ مکر و تقاضا ہے کہ حضور کے مذہب آپ کو
 سبب کو دیا تھا۔ مکر و تقاضا یہ ہے کہ مستبد و تقاضا کے فہرست و تقاضا میں ہوتا۔ اور ابی سبب سے کہ دھوکے
 و تقاضا میں مستبد و تقاضا کا نہیں، ایسی صورت میں آپ کے جس میں کس طرح یہ مستبد سے دھوکے

۱۔ اسلام کے قانون کو کبھی میں بہت ڈان دوں ۔

الغرض اس بات پر شیریں روزوں متفق ہیں ۔

۲۔ حصہ کارہ کی حیثیت میں شک ہے یہی قطع میں لکھا تھا ۔ اور آپ خود اس کی آمدنی سے حیرت و حیرت تھے

۳۔ حاکم عسکری کی حیثیت سہارن پور میں جناب مستبدہ کے بعد وفاق میں نہیں تھا ۔

۴۔ حبشہ کو جو سیر جو سیر کے مغرب میں رہے وہی حصے اس وقت تک بہت نام میں جوتا

حبشہ یہ اسی دوروں میں کے نزدیک تو جی تو یہ صدیق اکبر پر جس کا کوئی چارہ ہی نہ رہا کیونکہ ان کو کبھی قانون اسلامی پر عمل کیا اور نہ مستبدہ سے وہی آپ کا دعویٰ تو صحیح ہے مگر یہ قانون ہے اس لیے اس بات پر یقیناً آپ کے حق میں کیسے کر دیا جائے ۔

حضرت فاطمہ کی نافرمانی کے لئے لکھنؤ گیا تھا جس میں رہی ہے کہ وہ ان حقائق کے ہوتے معترضین کا آخری وار

مقتضی مزید لکھنؤ کا ہے جس میں حکمرانوں کو جانے ۔ شیوہ حضرت حبیب برطرح سے صاحب ہر جاتے ہیں تو پھر سب سے بڑا اور سب سے اہم یہ تشہیر میں کرتے ہیں کہ بھاری کی ہدایت سے ثابت ہے کہ ابو بکر کا جواب نہیں کر سکتا مارا میں ہو لگیں اور حبشہ نگہ دار میں ابو بکر سے کلام نہیں کیا ۔ اللہ حبشہ ان کا انتقال پس تو حساب میرے رست کو ان کو دھکی کر دیا اور ابو بکر اس کا اعلان بھی نہ کیا ۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کتب صحاح ، طبعیت میں حساب سید کی رہی ہے ان کا نافرمانی پڑا مرکز مرکز مقول نہیں ہے ۔ نافرمانی دین کا عمل ہے جب تک زمانہ سے ظاہر ہو دوسرے شخص کی سبب حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی ۔ البتہ قرآن سے دوسرے شخص کا نام کر سکتے ہیں ۔ مگر ایسے نام میں قطعاً ہو سکتی ہے تو حبشہ سید کی رہی ہے ابو بکر کی شکایت ثابت ہی نہیں ہے تو پھر اعتراض کیا ؟

ثابت ۔ بخاری کی جس روایت سے یہ سید پیدا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ حبشہ سید

ے جناب ابوبکر سے تذکرہ اٹھا، حضرت ابوبکر سے اس کے جواب میں رسول کریم کی حدیث سنائی
 گویا صدیق اکبر نے یہ فرمایا کہ آپ نعیم ذکر کا شاہ رزاق ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ فرمایا
 ہے کہ جو کسی روایت میں قاتے جو کہ جھوٹ ہیں وہ حدیث سے بہ آپ ہی مرے۔ ہر گز
 تقسیم کیے ہو۔ میں یہ ہے وہ ربانی گفتگو جو جناب سیدہ اور حضرت ابوبکر کے درمیان ہوں۔ سیدہ
 نے حدیث میں لی اور خاموش ہو گئیں۔ بعد اس کے حدیث کے بعد اس پر عمل کر کے کا
 خود فریاد۔ اس حدیث کی راوی حضرت عائشہ ہیں وہ سیدہ اور ابوبکر کی۔ لی گفتگو کو نقل کر کے
 کے بعد اپنے آثار اس طرح ظاہر فرماتے ہیں۔

پس تا دامن تو نہیں ناظر اور اس قبضہ	تعصبت باطمہ و محرومت
حدیث میں حدیث صدیق سے ٹھکر کر لی	ما یحکمہ منہ من حدیثہ
تک کر دی تھی کہ آپ کا اوصال ہو گیا	حسب الوعیب و صاحب بعد منہ
آپ حضور کے بعد چھ ماہ حیات میں۔	اللہ متہ، سحر، بکاری
بہر گفتگو کی حضرت حاضر نے تذکر کے	بکاری کی دوسری روایت کے اظہار میں۔
مسند میں مسمیٰ کہ انھیں کر گئیں۔	و غیرتہ و طمہ و سلمہ
	حسب ما نشت۔

بکاری کی دونوں روایتیں ہم نے اس میں دھن آپ کے سامنے رکھ دی ہیں سیدہ سے پہلے
 پیدا کرتے ہیں کہ حضرت ناظر ابوبکر پر اس میں ہو گئیں۔ درجہ جلاست تک آپ نے ابوبکر سے کلام۔
 کیا ہم یہ کہتے ہیں کہ روایت بکاری سے یہ عہدہ پناہ لے لے لے اور اس کے دلائل یہ ہیں۔

وقتے بکاری و مسلم و صحیح کی روایات میں عصمت یا محبوب کے جو احاطہ ہیں وہ حضرت
 سیدہ کی زبان کے مفاد میں ہیں۔ اور کسی روایت میں یہ کہ کو ہے کہ سیدہ نے اپنی زبان سے
 سے اظہار رائے کی فرمایا۔ بلکہ یہ احاطہ راوی کے اپنے آثار میں جو اس سے روایات سے احاطہ
 میں صحیح کی سنی روایت سے سیدہ کا ہی راوی ہے اظہار رائے کا ثابت ہی نہیں ہے۔
 دوم۔ یہ کہ سیدہ کے راوی حدیث، ایک واقعہ سے جو تیرہ کائنات سے اس میں غلط ہو سکتی
 سے وہ فارغ واقعہ میں دیامت داری کے ساتھ ایک تیور کائنات سے۔ مگر یہ سکتا ہے کہ وہ قیور غلط ہو۔

یہاں بھی ایسا ہی ملاحظہ ہوتا ہے۔ جب راوی ہے۔ دیکھ کر مستند نے حدیث مان لی اور حضرت ابو بکر
 سے حدیث سنا دی اور حدیث میں کہ مستند نے موسیٰ بن جابر اور جابر ابو بکر سے بات کی تو اس نے
 اس واقعہ سے یہ خبر لیا کہ حضرت مالک حضرت ابو زرے سے راوی ہو جائے تو وہ سے حاشوش ہوئی
 مومن کی چنانچہ اس سے ہے۔ ترات کو اس میں عظام میں بیان کو دیکھ کر حضرت مالک راوی ہو گئیں
 حالانکہ یہ راوی ہیں سے کہ اس شخص کو عام ایک کلام زیادہ فحش کی کہ ماہر ہو۔ یہ بھی تو ہو
 سکتا ہے کہ حضرت مالک حدیث میں کر سکتے ہو گئیں۔ اس سے حاشوش ہو گئیں۔ اور پھر چونکہ ان کو
 حدیث کے مسائل میں زیادہ فحش کی بدعت ہی۔ یہ کہ اس سے مستند نے اس معاملہ میں یہ فحش کو مرنے
 چنانچہ اس قسم کے مستند واقعات شیعہ میں وہوں کے۔ وہاں حدیث میں مل جاتے ہیں چنانچہ ایک
 بار اکثر صحابہ کرام نے حضور کو ایک حالت سے یہ خبر لیا کہ آپ کے یہی ارادہ کو طلاق دے دیا
 ہے۔ وہ بعد وہ مستور ہو کر صوبہ کاڑوں، عظمیٰ نے حضور کے تحقیق کی تو آپ نے فرمایا میں نے طلاق
 تو میں ہی دیکھے مسجد ہوں میں صوبہ کر جمیع میں۔ خدا یہ کہ ہے میں کہ حضور کے طلاق سے
 وی سے کہ حسب تحقیق کی حالت سے تو مستند ہوتا ہے کہ وہاں میں عظمیٰ کر مہمان میں تھا تو طرح
 حضور کی صورت پیشی سے صحابہ سے رہا اس کہ۔ آپ نے طلاق دے دیں سے حالانکہ طلاق میں
 دی تھی۔ بلکہ وہ عظمیٰ اختیار کی تھی جب تک یہی طرح حدیث کے معاملہ میں راوی سے کہ کلام
 اور مستند راوی حاشوش سے۔ راوی کو اس صوبہ کر حالانکہ مستند یہ راوی کو کلام میں چہرہ میں
 جس کی حالت میں وہ راوی جو ابو بکر حضرت سیدہ کا حدیث میں کہ راوی ہونے لگن ہی میں ہے۔ کون
 مستند سے جو حدیث رسول میں کہ راوی ہو جائے جو حدیث مستند راوی میں ہوں۔ اور راوی حدیث
 کا کسی واقعہ سے قیاس کرنا۔ وہاں قیاس میں صوبہ ہو جائے کوئی ایسی بات میں سے جو راوی کی آپ
 وہاں یہ حدیث واقعہ مستند کو طرح کر کے کہ کوئی قیاس میں یہاں راوی میں جو عظمیٰ میں سے اس
 میں فحش کہ مستند میں ہو۔

عظیم الشان کی حدیث سے جواب۔ بات کو سنی وہ مراد اس حدیث کے کہ راوی حدیث کا
 راوی ہے کہ حضرت مالک حدیث ابو زرے سے راوی ہو گئیں۔ لیکن عظیم الشان یہ صوبہ اس
 راوی کو قطعی اور قطعی قرار میں دے سکتا۔ خدا ایسی صورت میں صحیح کی روایت سے مستند حضرت

اسباب کا ال محمد فی خندمال اور یہ ہے اس حکم کا ال محمد پر ہوا ہوگا۔

وکیف تحقیق اگر فک کی آمد آں محمد پر قرب کرنے سے، سکار میں درارت، بلکہ وہ یہ کہنے ہیں
 مذک میں میات تو حکم نبوی کی بنا پر جاری نہیں ہو سکتی۔ اس میں کی آمد آں محمد پر قرب
 کی جائے گی جس سے اس شبہ کی جاسم اٹھائی دیا کرے مذک نص کر یا یا سیدہ
 کو محرم کر دیا، غضب یا محرم کر لینے کا لفظ تو اس وقت بولا جاسکتا ہے جبکہ صدیق اکبر یہ
 وہ لے رہے۔ تاہم مذک تقسیم کرتا ہوں اور اس میں آں محمد پر قرب ہوں۔

اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تو اسے شبہ اس پر لازم آ سکتا تھا کہ میں نے تو یہ دیکھا کہ
 کہ مذک کی تقسیم تو حکم نبوی کی آمد سے نہیں ہو سکتی، اور اس کی آمد آں محمد پر قرب ہوگی۔
 اور میں طرح حضور اکرم مذک میں عمل کرتے تھے، اسی طرح میں بھی کرتا ہوں، جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

و لا والله لا عین غضبنا من صدقہ	اور سیدہ حضرت عائشہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
رسول اللہ عن حالہا قدی کات	رہا، میں تھا میں اس میں مدعا تھی
عندہا ہی عنہ رسول اللہ و لا	عندہا ہی عنہ رسول اللہ و لا
عندہا ہی عنہ رسول اللہ و لا	عندہا ہی عنہ رسول اللہ و لا

ان اسباب و صحیح حافظ سے تراجم ہو گیا کہ حضرت ابوہریرہ نے حکم کی آمد آں محمد پر قرب ہوں۔
 (ابوہریرہ صلی اللہ علیہ وسلم میں، تو غضب مذک کا اور نہ مذک ہو سکتا ہے)۔
 کو میں برادری ہو سکتی ہے یہ حضرت عائشہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدہ عائشہ صلی اللہ علیہ وسلم
 عیسیٰ کے علاوہ یا مدعی قابل ذکر ہے کہ غضب مذک میں۔

صدق اکبر کے عمل سے خوش و حال ہو گئے تھے، تاہم اس میں
 و اندازی کے بارے میں کوئی نکتہ ایسا تو تراجم لا جائے اور مدعا مذک کی میں کوئی مدعا
 جاسے۔ میں جب قتل مذک میں سیدہ کا حضرت عائشہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 تو یہ حضرت ابوہریرہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یا کبھی نہیں

سیدہ کا حساب علی بن ابی حمزہ ہونا
 چھ ماہات بھی مدعی
 سیدہ کا حساب علی بن ابی حمزہ ہونا
 علیہا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مدعا مذک کی میں کوئی مدعا

ایک بار میں متعدد بار اس میں ہوتی ہیں۔ اور جس کو اگر عقلی استدلال و علم کے وسیع کرٹی جیسا کہ علماء دین
 لکھتے تھے۔ پر مرقوم ہے کہ ایک دفعہ صاحب سیدہ حضرت علی سے راضی ہوئیں تو حسن اور حسین
 اور ام کلثوم کو ہمراہ کر کے اپنے چیلے چلی گئیں۔ وہاں تک کہ آپ حضرت علی پر اس قدر شدید طور
 پر ناز میں ہوئی تھیں کہ جواب نہ دے کر رخصت ہو گئیں۔ اور فریق تینیں حبیباً کہ کتاب حسن و حسین
 کے صفحہ ۱۲ پر مرقوم ہے کہ صاحب سیدہ علیہ السلام نے راضی ہو کر حضرت علی سے کہے کہ جسے کہتے تھے۔

ما بعد جنہیں بعد جو پردہ شش سدو	بکریں طبع اس کے سیٹے میں چھپ
صلحاً نہیں دریا کر سکتے۔	گئے ان کے اندر اس کے قدم میں بیٹھ گئے۔

و صاحب سیدہ کا علی رضی سے راضی ہو، ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں
 بیان سکنا اور شیخ محمدی و دیگر کی محنت نہ کی کتب میں سے متعدد دو قصات ملتے ہیں جس سے
 سیدہ کا صاحب علی پر راضی ہونا ثابت ہوا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اس کا جواب سوائے اس
 کے اور کچھ نہیں ہے۔ یہاں سیدہ کی اصل رضی سے جو مار فتنی ہوئی تھی وہ واقعی اور عارضی
 ہوئی تھی۔ اس کے بعد آپ راضی ہو کر راضی ہو گئیں۔ تو ہم کہیں کہے کہ انوں کو سیدہ کا ایسی
 زبان سے جواب نہ دے کر پر راضی ہو کر ہی تھے۔ تاہم میں سے اور مار راضی کے تاثر کو صحیح
 ان کر چھٹی کہ وہاں سیدہ کو بکری پر راضی ہو کر ہوئی تھیں۔ وہ اصل میں ساری اور واقعی تھی
 کیونکہ سندس دو دوروں کی عمر آٹھ سے یا نو ہوا ہے۔ رستہ عجب ہو کر ہے راضی ہو کر
 تھیں تو جب ان کے یہ ہے۔ یہ زیادتی تھوڑی ہے۔ میں سیدہ کو بکری چھین کہیں۔

اور ذکر مالک میں وہ اچھا ہے۔ ان بھی ہیں کہ صاحب سیدہ کو بکری
 کیا سیدہ کو بکری پر راضی ہو گئیں۔ یہ بھی ہمارے میں سنی تھیں تو میں حضرت ابو جہر پر ہوں الامام ہیں
 ہونا کیونکہ حضرت ابو بکر کے وقت حضرت صفی تھی جو ان کا دوسرا تھا۔ اب اگر اس بات پر سیدہ کو راضی
 ہو جائیں تو بکری کا اس میں کیا قصور ہے کیا صاحب راضی ہو کر سیدہ کی حالت حضور سید المرسلین کے علم پر
 عمل نہ رہے۔ حالانکہ یہ سترے کہ صاحب بکری کو راضی ہو کر سیدہ کی حالت پر راضی ہو کر اس کو انسا
 مسلمان کا دوسرا ہے۔ خود وہ اصل بیت سے سوائے کوئی اور حکم نہیں پڑتا اور اس کو انسا
 انفرجے اگر یہ بات ان بھی جانتے کہ صاحب سیدہ کو بکری پر راضی ہوئی تھیں تو ایسی صورت میں کہ

حدیث پر لازم آتا ہے کہ وہ حضرت محمدؐ میں کریمہ نشین، اور یہ بات مستند کی بات سے مانگن
کے لئے لیا جائے گا کہ حدیث سے ظاہر ہو کہ وہ حضرت محمدؐ میں کریمہ نشین، اور یہ بات مستند کی بات سے مانگن
کے لئے لیا جائے گا کہ حدیث سے ظاہر ہو کہ وہ حضرت محمدؐ میں کریمہ نشین، اور یہ بات مستند کی بات سے مانگن

حق لکھا یہاں محمد اس میں رخصا جس بھی کر دین رشیو کھانے میں کہ مصور سے لڑا ہے کہ
 جس سے ماکر کو یہ دوی اس نے مجھے بدوں سمجھتے ہیں۔ بات حق سے مڑواں یہ ہے کہ ایداکا
 مصور کیا ہے۔ یہ اگر وہ شمعیں حدیث پر عمل کرتے تو اس سے سترہ حقیقتاً یہاں پہنچ سکتی ہے، اگر
 میں اور گزرتے ہیں تو اگر انھوں نے یہاں پہنچ سکتے تو ان کا عمل تھا۔ برکیرے ان کو گزرتا تھا
 میں کیا انھوں نے تو وہ حدیث سنکر اس پر عمل یہ تھا اور اس سے حقیقتاً سنیو کو یہاں پہنچ سکتی۔
 بعد اس واقعہ میں، برکیرے کو حاصل ہی میں کیا یہ سکتا

[illegible]

کے ساتھ مل کر لیں۔

۱۔ اگر تیرے کسی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اور اعلیٰ اگر ہوتی ہو تو وہ عاری ہوتی تھی جیسے میں یوں میں اس ذات کو یاد کرتی ہے تو اس نے لئے جسے پاس وہ نہایت ہی مستحق و حجاب ہیں۔

۲۔ اولے آپ کے تفسیر پر یہ عاری، راضی حقیقی ایہ پشیل میں ہوتی ہے تو فقیر یہ نکلا کہ جو شخص حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ایسا ہائے و حضور کرے تو اس کا سچا خدا ہے اللہ کے عہدہ ہوتی ہے کہ عہدہ یہ رسول پر لکھنے سے مستند کہ تحقیق یہ ہیں سچی و حضرت ابو بکر نے حدیث پر اس کے مستند کو حقیقی یا ایہ میں سچائی تو تیرے لکھ کر مستند حضرت ابو بکر کے حقیقی طور پر راضی میں ہوئی مگر ایسے ہی عاری نہ طور پر راضی ہوئی جیسے حضرت علی سے ہوتا کرتے تھیں۔

۳۔ دوم یہ کہ جسے علی رضی اللہ عنہ پر مستند حضرت علی سے ناموں ہوتا تھیں وہ بھر خوش بھی ہوتا تھا میں، حق ہی میں ابو بکر سے بھی مستند عاری عہدہ پاس وقت راضی ہو گئی تھیں مگر بعد میں راضی ہو گئی، جیسا کہ تم نے کتب شیعہ کے مذکور تاریخ کے حصوں میں ثابت کیا ہے، پس جب نصیب ملک میں مستند کا ابو بکر سے راضی راجا، کتب معتبرہ شیعہ کے ثابت ہے تو ایسی صورت میں آپ کو میں جو ابو بکر سے راضی۔ ہوں عہدہ پر رہیں میں ملنا کریں۔

۴۔ سوم یا راضی قابل ذکر ہے کہ حدیث میں بعض کا شاہد امتداد ہے کہ ایک دفعہ جناب علی رضی اللہ عنہ نے ابو بکر سے لڑنے سے شہداء کا ارادہ کیا اور ملاح کا پیغام بھی لے دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس میں سے مستند کہ اس قدر ملاح کی سن کا آپ رضی اللہ عنہ کی صورت میں حاضر ہوئی اس وقت حضور علیہ السلام نے جو عہدہ یا اس کے ساتھ یہ ہیں۔

الْأَبْنَاءُ فَاطِمَةُ بِهِنَّ مَقْتُولُونَ

فَأَنَّ هَذَا يُؤْثِرُ شَيْئًا مَّا رَجَعْنَا

أَعْضَاءُ أَغْضَبِي

غور کیجئے ایہی خطاب والی روایت سے جس کا ماہ شیعہ حضرت جناب علی رضی اللہ عنہ کی کبریائی میں دور کرتے ہیں۔ لیکن اسی روایت کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اڑے تو نہ میں فاسان کے قلم ہے لاکر

سند اعلیٰ قاضی پر دل کے نزاع قائم کرے

۱۔ مکمل قاضی ہے، ایک ایسے شخص کی ذات سے علاج کہنے کا اردو کا حضور اور ہم کا دشمن
و دشمن اور سلام کا بدترین مخالف ہے۔

۲۔ حضرت علی کی موت کے بعد میں وہاں غوثوں کی سردار سید فاطمہ سرورہ تھیں لیکن اس کے
وجود انہوں نے ابوالحسن و مثنیٰ و صاحب مدح کو دے دیا۔

۳۔ حضرت علی کے اس فعل سے سیدہ کو جو کچھ پہچان کا اندازہ ملے وہی غوثت کر سکتی ہے جس
کا شور و غری شادی کرے و فکر میں ہو۔

۴۔ حضرت علی کے اس فعل سے حضور سرورہ کائنات کو کیسا صدمہ پہنچا ہوگا اس کا اندازہ ہی
کر سکتا ہے جس کا نام دوسری شادی کرے کا اردو کرے۔

غور کیجئے! یہ خارجی بھی اس روایت سے وہی روایت حضرت علی پر قائم کر سکتے
جو شیعہ حضرت علی پر قائم کرے جس کے تمام سے خارجی کے روایت سے حضرت

علی رضی ہیں راسی طرف مسیحوں کے روایت سے حضرت صدیق امیر بھی رضی ہیں
ابجے یعنی اس روایت کو جو مسلم شریعت میں سے سند و احادیث کے بغیر

مذہب تکلمہ حسی و قلبی | اور سے اب میں کی

و حدیث میں ایسے کے بعد پھر کبھی سند کے جناب صدیق امیر سے حدک کا مطالبہ نہیں کیا چنانچہ
منع الباری میں ایک حدیث کے بعد یوں ہیں کہ پھر سید کے حدک کے بعد میں

مذہب تکلمہ فی دلت الہی | حضرت ابو بکر سے گفتگو ترک کر دی۔

ثانیاً حضرت صدیق امیر سے کچھ سند کے بعد جس سے سند ان سے علامہ حدیث شریف بھی ان سے
کلام کرتی، سید کا حضرت صدیق امیر سے پرہیز تھا اور علامہ حدیث شریف غیر محرم سے بات کرنا ناجائز

ہے۔ پھر سید فاطمہ عفت و عصمت کا محترم تھیں حدیث کا کلام نہ فرماتا ناراضگی کی وجہ سے تھا
بلکہ میں وجہ سے تھا کہ ان کو حضرت صدیق امیر غیر محرم تھے حدیث کے معاملہ میں ہر گز گفتگو

کی ضرورت ہی نہ تھی اور حضرت ابو بکر حدک کی آمدنی سے ان کے مسائل بڑے بڑے وقت
رہے اس لئے سید کو حدک کے مسئلہ میں دوبارہ گفتگو کی ضرورت ہی نہیں ہوئی

جن میں حضور اور خلفاء، بعد ازیں بادشاہی تھے، مذکور کے متعلق جو حالات تحریر کئے گئے ہیں
 بشمول شہنشاہی وادیں تختہ کورسلیں، اس بات اور سیدھی تاریخ سے ظاہر ہوئے کہ وہ
 کچھ سلی نہ تھا۔ محض، مابعد مقررہ تاریخ سے، حدیثوں میں آئی ہے، ان تمام صورت
 کے ساتھ جو عوام و شہادت کر چکے ہیں جن سے، اس سلسلے کے تحت میں مودا و مالی وکی،
 اقرے، ملک، اور یہ مصارف میں حضور حرج رہے تھے، مصارف یہ دیکھنے بھی ہیں
 مصارف میں حرج نہ۔

دوم۔ ملک کسی کی ملک نہ تھا صرف اس نامی سے مصارف مقرر تھے کہ اس کی
 آمدن ملاں خدمت کی جاتے۔

سوم۔ مصارف بعد ملک آمدن کو دوسروں کے لئے تو محض دیکھیں گئے کیونکہ نظام
 حکومت ان کے احوال میں ہی اس لئے کہ وہ حق و رو ملک کی آمدن کو حضور کے لئے کر دے
 مصارف میں حرج کریں جو جو شیعہ صوبے، اس بعد کا مصارف و اعلان کیا ہے کہ
 خدمت محمدی، نہ کسی اللہ تعالیٰ خدمت میں، نہ سے حضور کے لئے، نہ کے مطابق بلایت
 کے احکامات پر سے کیا کرے گئے

۱۔ صحیح مسلم، درسی شیعہ، علامہ محمد علی بن حسین، اسلام آباد، جامعہ اسلامیہ، ۱۹۷۱ء اور
 درحقیقہ کے صفحہ ۲۴۲ پر۔

ابوہریرہ و سید زکریا سے روایت | مصارف ابوہریرہ کی آمد سے

بہل بیت المسلمین اسلام صید

مطابق روایت ہے۔ سی طرح علامہ شمس مکرر شرح صحیح مسلم و تفسیر ۵۵۵ء یہ اور علامہ ابن ابی الحدید

تشریح صحیح اسلام جلد دوم صفحہ ۱۰۲ پر مکرر کرے میں۔ ورحسرت ابوہریرہ کی آمد سے

وہاں ابوہریرہ کا مصارف | مصارف ابوہریرہ کے لئے جو ان کو

صاحب الحدیث علامہ محمد علی بن حسین

وہ چار مقام شیعہ کے عمر و اعلیٰ سے واضح ہوئے کہ سید علی اکبر کے ملک میں

یہ عمل کیا تو حضور کیا کرے گئے۔ آپ کے ملک میں کوئی خراب نہیں کی۔ اس کو غصہ کیا

کسی محبوب، بل بیت کے لیے تو گینا نشانی میں رہی، درود صدیق اور بی بی سحر کی خدمت میں آگئے۔
 البتہ اہلصال سے کام لیا اور سری بات سے

سوم، بل بیت کے احراجات عام عمر حضرت صدیق، اور بیت کی صفی سے پرست
 کرتے رہے۔ اور سید سے کرامات حضرت صدیق، کمر سے وسمی ترقی رہیں اور صدیق الہ کے
 طرز عمل کو فرماتی ہیں

چہارم: درمرب صدیق اگر ملکہ مقبول ملھا، صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہے۔ اور انھوں سے ملکہ
 میں وہ طرز عمل عبت کیا جو حضور علیہ السلام اور ان کے سر صدیق، کمر سے اختیار کیا۔

سیوں کی مشورہ نہ سی کتاب حق یا یفیس مطبوعہ ایران
 حضرت عمر سے بھی سید رضی حقیں | اے صوفیہ پرست - پھر جب حضرت علی درمرب سے

کہ چون علی و زید بیت درود را می	سبیت کی تو حضرت ابو بکر نے اور
فقد دروشت، و فرمود شحات	حضرت عمر کے صفی سعادتی کی حضرت
روایت عمر و فاطمہ درود لیس شد	عالم عمر سے صلی را می تو گئیں۔

اے طرح طغات ابن سعد علیہ مطبوعہ ایران کے سحر، اے۔ حضرت ابو بکر عالم کے اس نے	
جبکہ وہ بی رخصتی، بھروسے سعادتی چاہی تو حضرت علی کے ما ابو بکر درود پر ہیں اور	
حجاء ابو بکر علی فاطمہ، حسن	نہ جابو تو ان کو اجازت دے اور حضرت
صوبت فاطمہ درمرب صلی	عالم کے کہ تو تم علی، اس کو محبوب کہتے
عن ابوبکر علی اللہ فای سنب	جو علی سے فرما، ان میں حضرت ابو بکر قبل
ان مادیہ فاطمہ و فاطمہ و فاطمہ	بھوسے صدر کیا فاطمہ حضرت ابو بکر سے
البتہ قل معوفد عن علیہ و فاطمہ	را می تو گئیں۔

الیہ و فاطمہ اور صدیق عمر
 سیدہ فاطمہ رقت و مات سیدنا صدیق اکبر سے، انکل را می صیں اور کسی قسم کی کسیدگی ان کے و سید رضی
 شیعہ حضرت صدیق بھی کہتے ہیں کہ حدیث ابو بکر سید
 حضرت سید کی ناز خاں رہی حضرت ابو بکر کی شرکت
 عالم کے درجہ رہی ترکیب میں ہوئے اور

جلاء العیون کی قرابت کے مطابق چیزات بھی سیدہ کے خارہ میں شریک ہیں ہوئے۔ میں ثابت
ہوا کہ اگر یہ بات پائے موت کو پہنچ گھر جائے رحمت صدیقی کے سیدہ کی خارہ نہیں فرمیں و
میں کہ حضرت صدیق سے سیدہ کی رشتہوں میں ملنا اسی طرح بھی درست نہیں ہے۔

اس کے علاوہ شعبوں کی تصریح کتاب میں ہے تاہم سب کے تصریح ہو کر صدیق سے یہی واضح
محترم سادہ سب غرض کو جہاں سیدہ کی حد سے گھوڑیہ اور حضرت اسماء سیدہ کی ہمارا
کی یہ محدث کا وہی یقین اور شاہد۔ ان سے گھر میں پھر جس حضرت کا طے وقت وہاں اس
کو غسل دے گھر سناے وہاں رہتا رہے وقتہ رانی بھی اس کے یوں کے سے کسی
کتاب کے حوالہ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ احادیث صحیحوں کی اس کتاب میں مذکور ہیں
جس میں حضرت عائشہ کی روایت اور کچھ روایات میں جسے علماء علوم نے تصدیق کیا ہے
وہاں یہ روایت یہاں سب سے بھی صحیح ہے کہ سب سے حدیث کا طے و خیال ہو کر پڑے سے
کوئی تو یہ کا یہ بھی طرح میں ہوتے ہوئے وہ سورہ حضرت اہل حق کو نہ ہی کے و احادیث
یہ جہاں کیا کہی کہ میں حق کے نزدیک وہ بھی بہت سے روایتیں ہیں یہ وہ روایتوں کے ہیں
چنانچہ یہی صورت گورہ کو کتاب سے سیدہ کے احادیث اور ان کی روایتوں کے مواضع و احادیث
حساب سیدہ کی سے اصل روایت میں نہ ملے ہو میں اس کے۔ یہ بھی واقعہ ہے جو شیخوں کا نام
کتاب میں موجود ہے۔ محدثہ دلی کو یہ روایتیں ہیں۔

قریب اگر چاپ شد حضرت ابو عبد اللہ سے ماہی میں حضرت عائشہ کی روایت کی مدد
محترم سے حدیث جہاں سے اور حضرت ابو عبد اللہ کی روایت دیکھ کر وہ تصدیق
شدہ کے گھر میں اور محمد بن ابی ہاشم سے منقول و معروف رہیں۔

درمیان میں اس کے ساتھ کہ حضرت سیدہ حضرت بوکر سے نقل راضی نہیں اور
میں سے یہ بھی تھا کہ حضرت بوکر کو یہی روایت حضرت سیدہ کے حالات معلوم ہو جائے
تھے وہ خود اپنی روایت پر توجہ دے تھے۔ یہ بھی ممکن تھا کہ سیدہ کی اطلاع حضرت کی طور پر
حضرت ابو عبد اللہ سے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ حسب ان کی روایت حضرت سیدہ کی روایت میں
حدیث نہیں حضرت ابو عبد اللہ کی ایک ایک روایت کے ساتھ۔ یہ سب سے سب سے جہاں

التمی کے ساتھ پیش کرتا اس امر کی نسبت ثری و دلیل سے کہ صدیق کو کہہ سیکو سے کسی قسم کا عداوت تھا اور میراث حضور اکرم کی حدیث کی بنا پر آپ کے معج کی تھی چنانچہ شیخ مذہب کی معتبر کتاب جن یقین میں ہے کہ جناب سیدہ مطہرہ فک کا پیر و عکس تو سفیدانوں کے دست سے منسوب جناب سید کے بیان کیے آمد بہتہ معذرت کے بعد یہ کہ۔

اور یہ ہے جو احوال و احوال میں نہیں	اور احوال و احوال خود از خود معاذ اللہ
اختیار ہے آپ جو کہہ چاہیں بلا قائل	کشم آنچہ خزانہ غیر مستقیم است پد
کے سکتے ہیں آپ سید عالم صلی اللہ علیہ	خود و شہر طبریا زبانی فہم از خود نظر
و سلم کی نسبت کی ضرورت میں اور اپنے	فضل تو کسی نے تو نہ کرو حکم تو نافذ
فہم ذہن کے لیے شہ جالبہ میں آپ کی	در احوال میں۔ تا در احوال مسلمانان حالت
تعلیل کا کوئی انکار نہیں کر سکتا اور	گھڑ پد تو عتیقہ ام کرد
آپ کا حکم میرے تمام حال میں نافذ ہے	حق یقین ملا مجلس صلا

لیکن مسلمانوں کے دل میں تلمذ اللہ و علیہ وسلم کے قرآن و احباب الازمان کی مخالفت نہیں کر سکتا۔

اللہ انصاف کیجئے۔ سیدنا صدیق اکبر سیدنا فاطمہ کے حضور میں تھا کہ میری دولت حاضر ہے تم چاہو گے سکتی ہو مجھے کوئی معذرت ہے۔ نہ ہوا حکم نافذ ہے۔ نہ اللہ افضل و شرف مستحق ہے۔ نہ اللہ علی عظمت و رفعت سے کسی کو انکار نہیں ہے میرا ان حاضر ہے مگر احوال مسلمانان یعنی فک یہ وقت ہے۔ اس میں تمہارے ہی والد حکم و مکرّم حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق میراث چاروی نہیں ہو سکتی۔ اب تم ہی بتاؤ کہ میں فک میں میراث جاری کر کے رسول کے حکم کی کیسے مخالفت کروں۔ صدیق اکبر نے میں بیان سے جو شیعوں کی سی مذہب کتاب میں مذکور ہے یہ واضح ہو گیا کہ فک حضرت صدیق نے صرف اس لیے نہیں تسلیم کیا کہ اس کے متعلق حضور کا ارشاد موجود تھا۔

ثانیاً۔ حق یقین کے اس حوالہ سے اس اعتراض کی بھی چھتیاں ڈالیں جو شیعوں کے مشہور عالم سید محمد مدنی نے اپنی تصنیف مواد التعلیل کے صفحہ ۱۶ پر کیا ہے کہ اگر ابو بکر خطا وارد تھے تو انھوں نے معذرت کیوں کی۔ کیا بغیر قصور کیے بھی کوئی معذرت کر سکتا ہے۔ آئنا کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ پاک۔

خواس کا جواب بھی حق الیقین کے حوالے سے ہو گیا۔ کہ حضرت صدیق اکبر نے اپنے قصور و عوار ہونے کی وجہ سے خدمت میں کی تھی بلکہ اس لیے کی تھی کہ اس کے دل میں جناب سید کی انتہائی تعظیم و توقیر تھی اور وہ چاہتے ہیں کہ سیدہ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔ اور وہ کہیں یہ نہ سمجھ لیں کہ اس سیاست کی یعنی اپنی طرف سے کر رہے ہوں۔ اس لیے بار بار وہ اس امر کی وضاحت کرتے تھے کہ میراث کی لغوی نہیں کے لہذا اسے پسند نہ کرو اور حضور سید المرسلین کے حکم کی ناسمجھی ہے اور علی علیہ السلام کی دلیل یہ پیش فرماتے تھے کہ میراث تمام مالی دولت آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ چاہے تو اس کو قبول کر لو۔

کیا حضرت علی نے فک تقسیم کیا؟
 یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ تمام کتب و تاریخ اس پر شاہد ہیں کہ فک تانہ ملوی میں بھی اس طرح راجحہ صدیق و فاروق کے در خلافت میں تھا اور حضرت علی نے بھی فک میں وہی طریق جاری رکھا جو صدیق اکبر نے جاری رکھا تھا۔ اور حضرت صدیق اکبر نے اپنے دور حکومت میں فک شعبہ کر لیا تھا تو جناب علی رضی اللہ عنہ نے فک تانہ فک تقسیم کر کے اور اس وقت جو اس کے وارث موجود تھے ان کو دے دیتے۔ اور جو تانہ ہاں بات بھلا آ رہی تھی اور جو ظلم و ستم کیا اس کو اپنے دور خلافت میں ختم کر دیتے کیونکہ خود حضرت علی فرماتے ہیں کہ امام کے نیلے پانچ امر ضروری ہیں :-

۱۔ اٹھ و عطا کرنا ۲۔ لوگوں کی خیر خواہی میں خوب تر مت کرنا ۳۔ نبی کی سنت کو نہ کرنا۔
 ۴۔ مسزائن کے حقداروں کو سزا دینا ۵۔ حقداروں کو حق دالیں ۶۔ مایا دنیا سے اہل انصاف سے جدا
 اسی طرح رجال کشی میں حضرت علی کا یہ ارشاد مذکور ہے :-

افى ادا البصرت مشيا مسكرا او | جب میں خلافت شریعت کا کام دیکھتا
 قدت نارا و دعوت فقرا۔ | ہوں تو آگ جھلکا ہوں اور فقیر کو لا ہوں۔
 (بحال کشی ص ۱۱۱) | اس بنا پر آپ نے ان لوگوں کو آگ میں جلا دیا تھا جو آپ کو خدا کے ٹک گئے تھے۔ پھر فرماتے ہیں :-

ولا المعطل للسخة فيملك | امام ایسا نہیں ہونا چاہیے جو غیر کے
 الامنة (نہج البلاغہ ص ۴۴) | طریقے کو چھینٹے نہ استہلاک ہو جائے۔
 نیکوئی ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جناب علی رضی اللہ عنہ نے فک میں وہی طریقہ جاری رکھا جو سیدنا صدیق اکبر علیہ السلام

جو اس امر کی بہت ثبوتی دلیل ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک مذکر میں صدیقی طرز عمل حق و ثواب تھا
 اور علی رضی اللہ عنہ صدیقی طرز عمل کو مکمل شریعت اسلامیہ کے مطابق جانتے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ شیعہ حضرات کا صدیقی خلافت میں غصب مذکر کا قول کرنا حضرت علی
 کی امامت و خلافت پر شریک حملہ ہے۔ کیونکہ اگر یہ سچا یا جانتے کہ صدیقی اکبر نے مذکر غصب
 کر لیا تھا تو حضرت علی پر بھی یہ الزام قائم ہو گا۔ مگر انھوں نے مذکر کو صدیقی خلافت کے دستور پر جاری
 رکھ کر امامت و خلافت کا حق ادا نہیں کیا۔ حضرت صدیق اکبر کو غصب مذکر ثابت ہوں گے تو علی
 رضی اللہ عنہ غصب کے برقرار رکھنے والے۔ سو چھٹے کو غصب کرنے والا زیادہ مجرم ہے یا غصب
 کو برقرار رکھنے والا۔ اور قاصدوں کے طرز عمل کی بدولت حکومت و سلطنت کے حمایت کرنا (معاذ اللہ)
 غیر مذکور مذکر میں جناب علی رضی اللہ عنہ کا طرز عمل دنیا کی شیعیت پر بہت بھاری جھنجھٹ ہے۔
 اگر صدیق اکبر کی خلافت پر اعتراض ہو گا تو سیدہ علی کی خلافت پر بھی حرج آئے گا۔ پس جناب علی رضی
 اللہ عنہ کا اصل مذکر کو اسی دستور پر رکھنا جس پر کہ جناب صدیق اکبر نے رکھا تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کی حقانیت اور اس کے طرز عمل کی صحت پر دلیل کافی ہے۔

اس سے متعلق پیشور یہ کیا کرتے ہیں کہ حضرت علی نے مذکر اس لیے تقسیم نہیں کیا کہ اہل بیت اہل
 منصوبہ واپس نہیں لیا کرتے۔ بلکہ بات اس کی بھر ہے۔ اس کو میں میں قیادۃ شریعت کے
 قلمبند ہے۔ عمر بن عبد العزیز کے پاس وہ حکومت میں مذکر امام و امیر تھے جس سے دیا تھا۔ اگرچہ شیعہ
 اہل بیت اشیائے منصوبہ نہیں لیا کرتے تو امام باقر علیہ السلام جو شیعوں کے نزدیک معصوم ہیں۔ مذکر واپس لے کر
 اپنے آقا و اجداد کا کیوں خلافت کیا؟ اس کے علاوہ علی رضی اللہ عنہ نے خلافت منصوبہ کو کیوں قبول کیا اور حضرت
 امام حسین خلافت منصوبہ کی خاطر یزید سے کیوں لڑے؟ چہ کہ معصوم کا ایک معاملہ ہوتا ہے۔ تو
 اس جواب سے تو شیعوں پر بہت سے اعتراض پڑ جائیں گے۔ اس لئے آپ کو ناچار سے لگا کر مذکر کو
 حضرت علی نے اس لیے تقسیم نہیں کیا کہ اس کے نزدیک صدیقی و فاروق کا فیصلہ اور علی صحیح و ثواب تھا۔
 اگر بات نہ ہوتی تو حضرت علی ضرور اس زمین کو فروختے اور کسی حالت میں بھی کوئی نہ لڑتے۔

ایک اعتراض شیعہ یہ بھی کرتے ہیں کہ اگر نبی کی میراث تقسیم نہیں ہوتی تو
 ازواج مطہرات کے حصے ازواج مطہرات کی میراث میں حصہ کیوں دیے گئے۔ اس کا جواب یہ ہے

کرا زوج مطہرات کے پاس جو حجرے تھے وہ بطور میراث ان کو نہیں ملے تھے۔ بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ
 وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں ہر نبی کو ایک ایک حجرہ بخشا اور ان کے قبضہ میں ملے ویا تھا۔ اور زوج
 نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ان پر قبضہ نہیں کر لیا تھا اور یہ مسقیمہ موجب ملکیت
 ہے۔ جبکہ حضرت زاعرہ اور حضرت اسماء کو بھی حضور نے اس قسم کے حجرہ بخشا اور ان کی تحویل میں ملے
 دیے تھے اور ازواج مطہرات اور بیوگ ان گھروں کے مالک تھے۔ لہذا یہ حجرے ازواج کو میراث
 نہیں ملے تھے بلکہ یہ قرآن کی ملکیت تھے۔ اور اس پر دلیل یہ ہے کہ شعیبہ بنی کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ
 حسب اہم جس کی وفات نزدیک آئی تو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان کے حجرے
 میں فن کیے جانے کی اجازت مانگی تھی مگر یہ جو حضرت عائشہ کی ملکیت نہ بننا تو اجازت مانگنے
 کی کیا ضرورت تھی۔

ثانیاً۔ قرآن سے بھی اس کا ثبوت قرا ہے کہ یہ حجرے ازواج مطہرات کی ملکیت تھے۔ نیز
 پھر یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ یہ حجرے حضور نے اپنی حیات میں ازواج کی ملکیت میں ملے دیے تھے
 چنانچہ ارشاد باری ہے۔

قرآن مبینہ نکلت

اسے رسول کی بیویوں اپنے گھروں میں ہو

اگر یہ حجرے ازواج کی ملکیت نہ ہوتے تو پھر قرآن فی بیوت رسول رسول کے گھروں میں قرار پچھڑا ہوتا
 چاہیے تھا۔ جس سے یہ ثابت ہوتا کہ حجرے ازواج کی ملکیت تھے اور میراث میں ان کو نہیں ملے تھے۔